

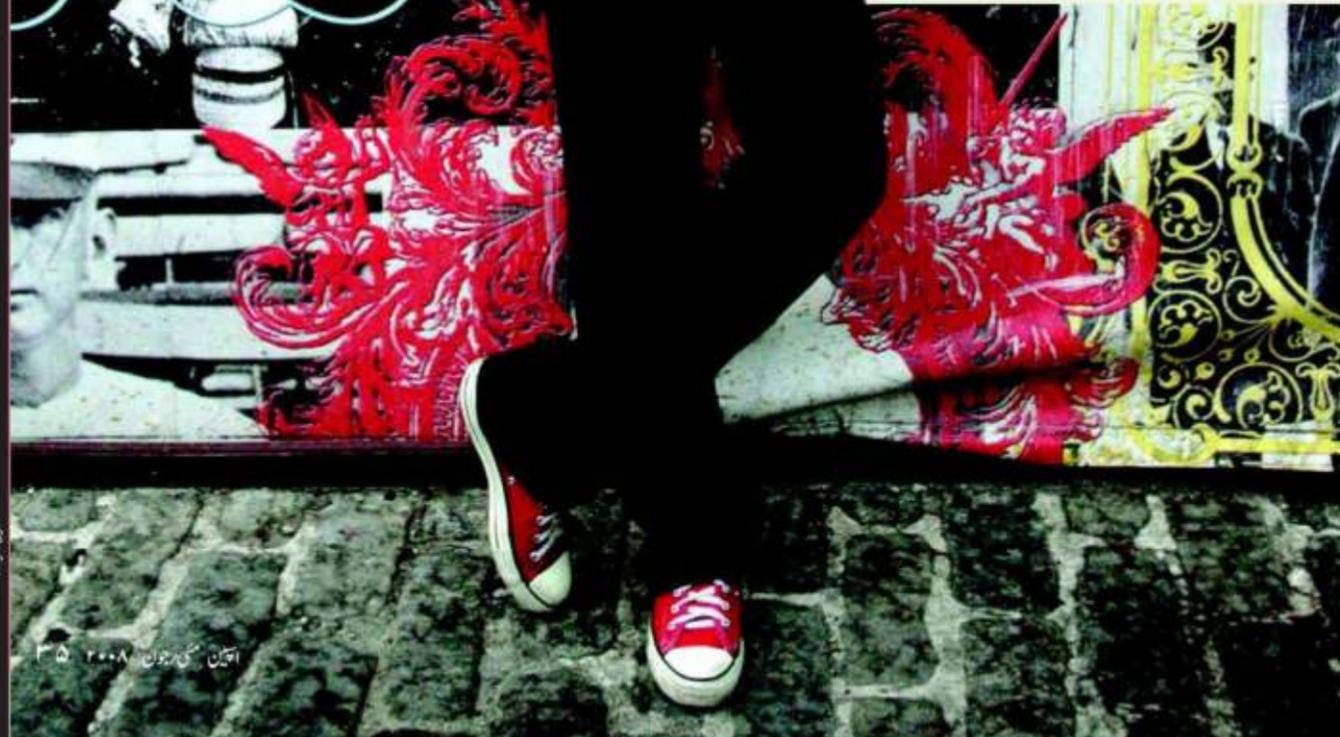


نیچے: افشاں دزانی، بائیں: نصرت دزانی



## گامیابی جن کے قدم چومتی ہے

دیبا انجلی ککاتی



**وہ موسیقی پر جان چھڑکتے ہیں اور ان کی نصف بہتر آرٹ اور فیشن کی دلدادہ ہیں۔ امتیازی طرز واداکا حامل یہ جوڑا ایک موثر قوت بن کر ابھرا ہے۔**

ایم ٹی وی ایکویٹیو نصرت دزانی اور فیشن ڈیزائنر افشاں دزانی اپنے اپنے پیشہ ورانہ ذوق کی تکمیل کے لئے دہلی کے راستے، ہندوستان سے نیویارک آئے۔ نئی چھتیاں قبول کرنا اور نئی منزلیں طے کرنا ان کی عادت ثابت بن گئی ہے۔

نصرت اس ٹیم کے رکن تھے جس نے ایم ٹی وی ڈاٹ کام کا آغاز کیا۔ اب اس کا شمار صف اول کے تفریحی چینلوں میں ہوتا ہے۔ ایم ٹی وی کوڈ بیٹیل گھرو میں لے جانے میں انہوں نے ایک کلیدی رول ادا کیا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے ۱۹۹۶ میں ایم ٹی وی نٹ ورکس میں شمولیت اختیار کرنے کے بعد ایم ٹی وی موسیقی کی تمام سائٹوں پر ای۔ کامرس کی شروعات کی۔

ایم ٹی وی ورلڈ کے سینئر نائب صدر اور جنرل منیجر کی حیثیت سے، ۲۰۰۵ میں ایم ٹی وی دہلی کے اجراء میں انہوں نے رہنمائی کر دیا اور ایم ٹی وی نے امریکہ میں رہنے والی جنوب ایشیائی برادری کے تکیوں ذوق کا سامان مہیا کیا۔

انہوں نے بتایا کہ اس چینل نے ”امریکہ میں ابھرتی ہوئی جوان سال دہائی برادری کی نمائندگی کی ہے۔ ہم نے جنوب ایشیائی نوجوانوں کو اظہار کا، اپنی تہذیب و تمدن پر جشن منانے کا اور امریکہ میں ایشیائی انقلاب میں شریک ہونے کا ایک موقع فراہم کیا ہے۔ ہم نے ان سیکڑوں ہندوؤں اور فنکاروں کو منظر عام پر لانے کی کوشش کی ہے جو اب تک میڈیا کے مرکزی رو کے تفاعل کا شکار تھے۔“

امریکہ میں ایشیائی ناظرین کے لئے ایم ٹی وی دہلی کے بعد دوسرے مقبول چینل، ایم ٹی وی جی اور ایم ٹی وی کے دسمبر ۲۰۰۵ اور جون ۲۰۰۶ میں بالترتیب شروع کئے گئے۔ ایم ٹی وی ورلڈ چینل کے ٹیلی کاسٹ فروری ۲۰۰۷ میں شروع ہوئے لیکن انہیں دوسرے انداز میں دوبارہ پیش کیا جائیگا۔

درحقیقت، ایم ٹی وی ورلڈ کے تجربے نے نصرت دزانی کی رہنمائی ان کے موجودہ اور شاید انتہائی آرزومند پروجیکٹ تک کی۔ وہ ایک ایسی ٹیم کی قیادت کر رہے ہیں جو ایم ٹی وی کی وسیع بین الاقوامی موجودگی کو اپنے اوّلین عالمی پاپ پلجرٹ ورک کے لئے استعمال کرے گی۔ انہوں نے بتایا، ”میں نے پروجیکٹ کے ناظرین دو ثقافتوں کے حامل ہوں گے۔ مثلاً ہندوؤں اور نوجوان جو انگلینڈ، امریکہ اور دیگر ملکوں میں رہ رہے ہیں۔“ خریداروں کی پسند و ناپسند کی جانچ کے لئے، فائل پروگرام سے قبل اسی پروگرام کو بطور نمونہ، سال رواں کے آخر میں پیش کیا جائیگا۔

۲۰۰۷ میں نصرت دزانی کو بیٹیل انجیو منٹ انعام سے نوازا گیا۔ نیویارک مقیم ایشیائی امریکن

برنس ڈولپنٹ سینٹر کی جانب سے یہ انعام اس شخص کے اعزاز میں دیا جاتا ہے جس نے اپنے پیشروانہ میدان میں اعلیٰ اور ممتاز مقام حاصل کیا ہو۔ گذشتہ سال، ”ساؤتھ ایشیاز ان میڈیا اینڈ مارکیٹنگ ایسوسی ایشن“ نامی تنظیم نے انہیں ”ٹریل بلیر آف دی ایر“ کے انعام سے نوازا تھا۔

اس پر جوش جوڑے کا دوسرا جز ’افشاں دزانی‘ ہیں جو ”لوست سٹی پروڈکٹس“ کی مالک اور تخلیقی ڈائریکٹر ہیں۔ یہ کمپنی پردوں اور دیگر آرٹسٹس اسباب کے لئے بیش قیمت اور فیشن ایبل کپڑے تیار کرتی ہے۔ مغل آرٹ، تعمیراتی خصوصیات، ادب، شاعری، جاپان کی سیرامک پینٹس اور بیسویں صدی کے اوائل کے آسٹریاکی آرٹسٹ اور ڈیزائنروں سے کسب فیض کرنے والی لوست سٹی کی مصنوعات، نیویارک، لاس آنجلس، شکاگو اور ڈلاس کے شورروم میں فروخت کی جاتی ہیں۔

جب کامیابی نصرت دزانی کے قدم چوم رہی تھی، ان کی اہلیہ بھی وقت کے منظر نامے پر اپنی حصولیابیاں رقم کر رہی تھیں جن میں دو مغلہ کے شاہی رنگ نمایاں تھے۔ ان کی کمپنی ’لوست سٹی‘ یعنی ”شہر گمشدہ“ ۲۰۰۳ میں شروع ہوئی تھی جو ایسی ٹھیکوں سے کپڑے تیار کرتی ہے جو صدیوں پرانی ہیں۔ پھر بھی ”شہر گمشدہ“ کی ڈیزائنوں کا ہماری حسیں نہ صرف جدید ہے بلکہ دلکش بھی ہے۔

افشاں دزانی نے بتایا، ”آرٹ کی تاریخ کے تناظر میں دیکھیں تو مغلہ دور زرخیز ترین دور تھا۔ اسے نفاذ مانے کیسے تو غلط نہ ہوگا۔ اس کی زرخیز روایات سے ہم نے بہت ہی کم استفادہ کیا ہے۔ کبھی ہندوستان جن چیزوں کے لئے مشہور تھا، آج ان چیزوں کو ہم پھر سے تروتازہ نہیں کرنا چاہتے۔“ لوست سٹی کی مصنوعات ان لوگوں کے لئے تیار کی جاتی ہیں جو عالمی سطح کی فکر رکھتے ہیں۔

کم و بیش ۱۰۰ دستکاروں کا ایک گروپ لکھنؤ میں کپڑے تیار کرتا ہے۔ سب سے پہلے، موت کی دتی رنگائی ہوتی ہے اور ڈیزائنیں ٹریڈنگ پیپر پر بنائی جاتی ہیں۔ اس میں کبھی کبھی ایک ہفتہ لگ جاتا ہے۔ اس میں صرف ہونے والے وقت کا انحصار تراش و تراش کی نزاکتوں پر ہوا کرتا ہے۔ آرٹ ورک کے خطوط پر سوئیوں کی مدد سے سوراخ بناتے ہیں اور پھر اسے چوٹی فریم پر کے ہوئے کپڑے پر اتار لیتے ہیں۔ پھر دستکار اس فریم کے چاروں طرف بیٹھ کر ڈیزائن پر کڑھائی کرتے ہیں۔ افشاں کہتی ہیں، ”امریکہ میں مخصوص تاثر یہ ہوتا ہے کہ ہاتھوں سے اس قدر بہتر اور خوبصورت کام کیوں کر ممکن ہے!“ لیکن جب کوئی دستکار کسی شے میں اپنا دل، اپنی روح اور اپنی تمام تر صلاحیتیں پیوستہ کر دے تو شاکا بکار کا دلکش ہونا یقینی ہو جاتا ہے۔“



افشاں دزانی ’لوست سٹی‘ کے کڑھائی والے کپڑوں کے ڈیزائن کے لئے متنوع اور متاثر کن تخلیقات کے تصور کو بروئے کار لاتی ہیں۔

نصرت دزانی لکھنؤ، اتر پردیش میں پلے بڑھے اور ان کی زوجہ کشمیر سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے کزن تھے۔ چھٹیوں میں ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں۔ دونوں کے والدین اکثر مذاقاً کہا کرتے تھے کہ بڑے ہونے پر وہ دونوں کی شادی ایک دوسرے سے کر دیں گے۔ افشاں کہتی ہیں، ”اب یہ کوئی مذاق نہیں رہا۔ یہ ایک مسئلہ حقیقت بن چکی ہے۔“ یہاں یہ بتانا بے جمل نہ ہوگا کہ افشاں نے لکھنؤ یونیورسٹی سے گریجویشن کیا ہے۔

ان کی سات سالہ بیٹی لیلی اپنے کو بین الاقوامی شہری سمجھتی ہے اور امریکی کے ساتھ ہندی بھی بولتی ہے۔ چونکہ وہ موسم گرما کی تعطیلات ہمیشہ ہندوستان میں گزارتی ہے، اس لئے وہ اور لکھنؤ چڑھنا بھی جانتی ہے۔ افشاں نے بتایا، ”نیویارک میں اس کے پاس دو گولڈفش ہیں۔ بلی اور چوہا۔ بد قسمتی سے چوہا

نگاہ ڈالنے والے موٹوں کا ملنا دشوار ہے؟ افشاں دزانی کہتی ہیں، ”نہیں..... ہندوستان کے دامن میں رقص کرتے ہاتھیوں اور خوشبودار دھواں اگنے والے خود اور لوہان کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ خود ہندوستانیوں کو اپنے ملک کی شہید کو سچانا اور سنوارنا ہوگا۔ انہیں بذات خود سچائی اجاگر کرنی ہوگی۔ ان کا کہنا ہے کہ زری اور کڑھائی کے گم ہوتے ہوئے فن کو حیات نو کا پیغام دینے والی مصنوعات کے ذریعے لوست سٹی ان تمام فنون کے لئے ایک خزانہ عقیدت ہے جو تا جرات نہ ذہنت اور جدیدیت کی نذر ہو گئے۔ درحقیقت، حال ہی میں جاری ہونے والی لوست سٹی ویب سائٹ (<http://lostcityproducts.com>) کمپنی کے اسی فلسفے کی منظر ہے۔

سائٹ کے وسط میں جہاں چند ہندوئی تصویروں دی گئی ہیں، کپڑوں کا ایک انتخاب اور ہر ڈیزائن کے پس پردہ، زبان زد کہانیاں بھی دی گئی ہیں۔ اس میں ایک قدیم افغان شہزادی و شاعرہ رابعہ خانی اور پنک روکر تک کیوں کی ڈیزائنیں اور کہانیاں بھی شامل ہیں۔

اس سوال کے جواب میں کہ امریکہ میں دزانی جوڑے اور اسی طرح کے دیگر لوگوں کو باہم عروج پر پہنچنے میں کس چیز نے مدد کی؟ نصرت کہتے ہیں، ”جنوب ایشیائی نہ صرف محنت شاقہ کے عادی ہوتے ہیں بلکہ وہ باحوصلہ اور ہزاروں سالہ روایاتوں کے ماہر بھی ہوتے ہیں۔ ان صفات کے ساتھ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ ترقی کی منازل نہ طے کر سکیں؟“ وہیں افشاں کہتی ہیں، ”امریکہ مختلف طرز و طریقوں سے آپ کو آزادی اور حریت عطا کرتا ہے۔ یہ آزادیاں ایسی ہیں جن کی توصیف الفاظ اور پرواز نگر سے پرے ہے۔ یہ ہندوستان کی طرح ایک عظیم ملک ہے جو آپ کو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں ہر ممکن مدد کرتا ہے۔“

(حال ہی میں) مر گیا۔ لیلی کے پاس لکھنؤ والے گھر میں کئی خرگوش، چڑیاں اور چھلیاں ہیں۔ ان دنوں اُس کی پسندیدہ موسیقی ’ریلو کیلے‘ ہے۔

لکھنؤ یونیورسٹی سے ایم بی اے کی سند لینے والے نصرت دزانی نے نئی دہلی میں اپنے کیریئر کی شروعات اپٹرون (یو بی ایلیکٹرانکس کارپوریشن لمیٹڈ) سے کی تھی۔ وہ ۱۹۹۰ میں اپنے کنبے کے ساتھ دہلی چلے گئے جہاں وہ ہونڈا موٹر کاروں کے مارکیٹنگ منیجر مقرر ہوئے۔ نصرت بتاتے ہیں، ”دہلی میں پانچ سال گزارنے کے بعد ہم دونوں آرٹ، موسیقی اور فیشن کے تئیں اپنے شوق و ذوق کو بڑے پیمانے پر اپنانے کی تدبیریں سوچ رہے تھے۔“ چنانچہ انہوں نے ”آرام دہ حال اور محفوظ مستقبل“ کو خیر آباد کہا اور وہ ۱۹۹۵ میں نیویارک منتقل ہو گئے جہاں ان دنوں نے اسکول میں داخلہ لے لیا۔“

نصرت نے نیویارک انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی سے کیوکلیشن میں ایم اے کیا ہے اور افشاں فیشن انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کی طالبہ ہیں۔ وہ اور ان کی بیٹی امریکی شہری ہیں لیکن افشاں دزانی نے اپنی ہندوستانی شہریت باقی رکھی ہے۔ نصرت کی پرورش و پرداخت موسیقی کے گونا گوں رنگوں میں ہوئی تھی۔ وہ ہندوستانی کلاسیکی سنگیت سے لے کر پاپ، روک اور بانی ووڈ سب کی شناسا ہیں۔ ان کے بقول سنگیت ان کے لئے اس قدر اہم ہے جھد رکھنا اور پانی ضروری ہوتے ہیں۔ ایسے شخص کی ایم بی اے سے وابستگی فطری معلوم پڑتی ہے۔ انہوں نے بتایا، ”میں نے دہلی میں پہلی بار ایم بی اے دیکھا۔ اس کی تخلیقیت اور مواد کو دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا۔“ ایم بی اے وی میں ان کو ملازمت ملنا اس لئے دشوار تھا کیونکہ ان لوگوں کا خیال تھا کہ ”وہ امریکی پاپ کلچر سے یکسر ناواقف ہوں گے۔“